روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۲۷/۴۲ | جمعرات - ۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ، ۲۴ تبوک ۱۳۷۱ ہش، ۲۴ ستمبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نہ کرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے۔ حقیقت میں یہ بڑا گناہ ہے۔ جو انسان اللہ تعالیٰ پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جس قدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو حقیقی رازق یقین کرے تو پھر چوری، بددیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجھتا ہے۔ ایہہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈِٹھا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ اگر اسے صادق یقین کرتے تو نہ کہتے۔ بلکہ یہ کہتے کہ ؎

دُنیا روزے چند آخر با خداوند

دنیا کو چند روز یقین کر کے اس کی عمارتوں اور آسائشوں اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے، بلکہ ہر وقت مَوت کے فکر میں لرزاں ترساں رہ کر عاقبت کا خیال کرتے اور اس کا بندوبست کرتے کہ آخر مَر کر اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چھائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دلدادۂ دنیا ہیں۔ گویا انہوں نے کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں اور مَوت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اس کا اثر اُن پر کچھ بھی ہونے والا نہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۵۹)

ضعفاء کے لئے قائم شدہ ادارہ
بیت الکرامہ کا افتتاح عمل میں آگیا

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے افتتاحی دعا کرائی

ربوہ۔ ۲۳ ستمبر۔ آج یہاں دس بجے صبح بیت الکرامہ کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہ ادارہ ضعفاء کی رہائش اور دیکھ بھال کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ادارہ کی کامیابی کیلئے دعا کروائی۔

بیت الکرامہ کے منتظم مکرم ملک منور جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت نے بیت الکرامہ کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ایک لمبے عرصے سے مرکز سلسلہ میں جماعتی نظام کے تحت ایک ایسے ادارے کے قیام کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ بعض ایسے بزرگ اور ضعیف احباب جو ربوہ یا بیرون ربوہ سے ہوں۔ بعض وجوہات کی بناء پر نظام سلسلہ ان کو سنبھالے۔ چنانچہ قادیان میں قائم دارالشیوخ کی طرز پر اس ادارہ کے قیام کی ہدایت سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسندِ امامت پر سرفراز ہونے کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ۱۹۸۲ء میں فرمائی۔ جس کے مطابق موجودہ جگہ پر عمارت تعمیر کی گئی۔ اگرچہ یہ عمارت چھوٹی ہے لیکن چونکہ دارالضیافت کے قریب اس کی تعمیر کی ہدایت تھی۔ اسلئے عارضی طور پر اس عمارت کو بطور بیت الکرامہ استعمال کیا جائے گا۔ مناسب اور شایانِ شان عمارت کی تعمیر کے بعد اس عمارت کو دارالضیافت کے استعمال میں لایا جائے گا۔ اس میں سات کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں دو افراد کی رہائش کی گنجائش ہے۔ اس کی تعمیر اور آرائش پر پونے چھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ کھانے کا انتظام دارالضیافت سے ہوگا۔ تاہم چائے اور دیگر معمولی ضروریات کے لئے کچن موجود ہے۔ اس میں الاٹمنٹ شروع کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے دعا کرائی۔ محترم صاحبزادہ صاحب جو اپنی بیماری کے بعد پہلی دفعہ کسی تقریب میں شامل ہوئے ہیں۔ بفضل خدا صحت مند اور ہشاش بشاش تھے۔

اپنے اندر وحدت پیدا کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس بات کو خوب سمجھ لیجئے کہ آپ جب تک موحد نہیں بنیں گے اور اس دنیا میں ہی ایک موحد سوسائٹی کو پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک فرضی توحید کوئی چیز نہیں توحید وہ ہے جو عمل کی دنیا میں نظر آ رہی ہے اور خدا نے آپ کو اس کے نمونے دے دیئے ہیں اس کے بعد بھی اگر آپ اپنی سوسائٹی کو موحد سوسائٹی نہیں بناتے اور ایک بدن کی طرح یکجان نہیں بن جاتے اور ہر احمدی کا دکھ سب کا دکھ نہیں بن جاتا۔ ہر احمدی کی خوشی سب کی خوشی نہیں بن جاتی اس وقت تک معاشرہ مجموعی طور پر ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی ایسا فعل نہ کریں جو اس توحید کو توڑنے والا اور اس یگانگت کی روح کو پارہ پارہ کرنے والا ہو۔ جب آپ اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کریں گے تو پھر آپ موحد بن جائیں گے۔ جو قوم موحد بن جاتی ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شمار برکتیں نصیب ہوتی ہیں اور دنیا میں عظیم الشان ترقی کرتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو آگے بڑھنے سے روک نہیں سکتی۔ پس جتنے آپ تھوڑے ہیں جتنے آپ کمزور ہیں۔ اتنے ہی زیادہ توحید کے ساتھ چمٹنے کی ضرورت ہے۔ آپ کی ساری طاقت کا راز یہ ہے کہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ یک جان ہو جائیں۔ یہ ترقی کرنے کا راز ہے اس کے اندر حکمت کا ایک گہرا اور انمول موتی پوشیدہ ہے ہمیشہ وہ قومیں غیروں پر سخت ہوتی ہیں جو اندرونی طور پر ایک دوسرے سے محبت کیا کرتی ہیں۔ ان میں غیر راہ نہیں پا سکتا ان کو کمزور نہیں کر سکتا۔ ان کے اندر کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈال سکتا جو قومیں آپس میں ایک دوسرے میں رخنہ ڈالتی پھرتی ہیں وہ غیروں کی خوراک بن جایا کرتی ہیں

باقی صفحہ پر

واقفینِ نو کے والدین متوجہ ہوں

اگر آپ ملازمت یا کسی اور وجہ سے نقل مکانی کر کے نئی جماعت میں تشریف لے جاتے ہیں تو براہ مہربانی اپنے واقف نو بچے کے سلسلہ میں نئی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ فرما کر ان کو اطلاع دیں، نیز دفتر ہذا کو بھی مطلع فرمائیں۔ شکریہ

(وکالت وقف نو تحریک جدید ربوہ۔ بیت الاظہار)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴ - تبوک ۱۳۷۱ ہش ۲۴ - ستمبر ۱۹۹۲ء

جمہوریت کا تصوّر

حکومت کون کرے - بادشاہ اور اس کے بعد اس کا بیٹا - یا کوئی بھی شخص جو طاقتور ہو اور طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کو دبا سکتا ہو - ان کو ہانک کر لے جا سکتا ہو جیسے ریوڑ کو لاٹھی کے زور سے ہانکا جاتا ہے - یا تمام مل کر فیصلہ کریں کہ کون یا کون کون لوگ حاکم ہوں - یہ سب طریقے دنیا نے آزمائے ہیں - اور اب بھی آزمائے جا رہے ہیں - بادشاہ بھی موجود ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد ہی بادشاہ بنے گی - لاٹھی کے زور سے ہانکنے والے بھی (-) کئی ممالک آج بھی ایسی ہی حکمرانی کے زیر کئے ہوئے ہیں - اور لوگوں کے چُنے ہوئے لوگ بھی - لوگوں کے چُنے ہوئے لوگوں کی حکمرانی کو جمہوریت کی حکمرانی کہتے ہیں - لیکن اس کے بھی کئی پہلو ہیں - غالب عنصر تو یہ ہے کہ جس کے ساتھ زیادہ لوگ ہوں وہ حاکم ہو لیکن زیادہ کی تخصیص کے بھی مختلف پہلو ہیں - مثلاً پچاس کروڑ انسان ہیں تو اکثریت کا مطلب ہو گا پچیس کروڑ سے زیادہ - لیکن یہ صرف اس صورت میں کہ مقابلہ کیلئے صرف دو اشخاص یا دو پارٹیاں ہوں - لیکن پارٹیاں بھی دو سے زیادہ ہو سکتی ہیں - اور سب کے ساتھ کچھ نہ کچھ لوگ موجود ہیں - اگر پانچ پارٹیاں ہیں تو ہو سکتا ہے کہ جو پارٹی سب سے زیادہ لوگ (ووٹ) اپنے ساتھ رکھتی ہے اس کے ساتھیوں (یا اس کے ووٹوں کی) تعداد صرف پندرہ لاکھ ہو - اور یہ تو سارے ملک میں اکثریت حاصل کرنے والی بات نہیں ہے - اگر باقی تمام پارٹیاں الگ الگ رہیں تو گو سب سے زیادہ ووٹ لینے والی پارٹی حکمران ہو گی - لیکن وہ اکثریتی پارٹی تو نہ ہو گی - ہوئی نا جمہوریت کی مشکل - لیکن اس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے -

یہ تو ہم نے جمہوریت کی بات بتانے کے لئے سب کچھ کہا ہے کہنا ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوریت میں پارٹی چاہے کوئی بھی حکمران ہو - وہ صرف اپنی پارٹی کی حکمران نہیں ہوتی - وہ سب لوگوں کی حکمران ہوتی ہے - ووٹ لیتے وقت تو اپنی اپنی پارٹی کی بات کی جائے - لیکن جیت جانے کے بعد یہ سب کچھ بھول جانے کی ضرورت ہے - سارے ملک کی حکمرانی فرض بن جاتی ہے - اور اگر حکمرانی بہبود کا نام ہے تو سارے ملک کی - ہر پارٹی کے افراد کی - ہر مسلک کے پیروکار کی بہبود ہونی چاہیئے - ہمارا تو جمہوریت کا یہی تصوّر ہے -

---

تری مخلوق ہے مجبور و بے بس
گھٹائیں خوب کُھل کھیلی ہیں مولا
کبھی دریا کا تھا محدود رستہ
زمیں کا چپّہ چپّہ اب ہے دریا

ـــــ ابوالاقبال

دِل ہو گیا کہیں تو کہیں رات ہو گئی
ہونی تھی جس طرح گذر اوقات ہو گئی

جب بات ہو گئی کسی شیریں دہن کے ساتھ
کچھ اور تلخ، تلخیٔ حالات ہو گئی

پہچانتے ہیں یا مجھے پہچانتے نہیں
پوچھیں گے اُن سے، اُن سے اگر بات ہو گئی

کرتے تو اور کرتے بھی کیا عاشقانِ زار
یا رو دِئے یا اُن سے مناجات ہو گئی

لاتا عمل کے واسطے آخر کہاں سے وقت
زاہد کی عمر صرفِ ہدایات ہو گئی

دُنیائے دُوں سے ترکِ تعلق کی دیر تھی
محمود آج اُن سے ملاقات ہو گئی

محمود الحسن

اپنی دھرتی ایسی پیاری جیسی ماں کی گود
پر کچھ اس میں بسنے والے پتھر کے ہیں لوگ

جھولی بھری ہے پھولوں سے پر جب بھی بانٹنے نکلوں
میری صورت دیکھ جو پائیں پتھر ماریں لوگ

آنسو جن کا دامن چھو کر بن جائیں سچّے موتی
ایسے دامن والوں کو بھی بہت رُلائیں لوگ

پھولوں بھرا ہے گلشن اپنا دھرتی ساری مہکے
آگ لگائیں پھولوں کو اور کانٹے بوئیں لوگ

میرے گرد دیواریں چُن کر قید کریں جذبوں کو
خوشبو قید نہیں ہو سکتی بیگانے کب جانیں لوگ

گھر آنگن کی خیر ہو یارب کُھلا رہے یہ در
بند دروازے دیکھ کے اندر آنے سے گھبرائیں لوگ

بُشریٰ جمیل احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب کے متعلق محترم چوہدری احمد مختار صاحب نے تحریر کیا:

مکرم محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب سے میرا قرابت داری کا تعلق تو تھا لیکن آپ سے زیادہ قرب نہ تھا۔ آپ سے مجھے زیادہ قریبی تعلق تقسیم ملک کے بعد ہوا جب آپ ایک سرکاری منصب پر فائز ہو کر کراچی تشریف لائے۔ میں جس قدر بھی آپ کے قریب ہوتا رہا اسی قدر زیادہ آپ کے محاسن میرے سامنے آتے رہے۔ آپ جب بھی کسی سے میرا تعارف کرواتے تو یہ کہہ کر کہ یہ میرا بھائی ہے۔ گھروں میں بھی آمد و رفت بلا روک ٹوک تھی اور اکثر ہر شام آپ کی صحبت میں گذرتی تھی۔

آپ کو شعر و شاعری سے خاص شغف تھا۔ ادبی مجالس ہوتی رہتی تھیں۔ آپ کے خاص ادیب دوست ظریف جبل پوری، ادیب سہارنپوری، راغب مراد آبادی اور ضمیر جعفری صاحبان تھے۔ آپ بے نفس انسان تھے باوجود ایڈیشنل کسٹوڈین ہونے کے (جب کہ مہاجرین کو جائدادوں وغیرہ کی الاٹمنٹ کا کام آپ کے محکمہ سے ہوتا تھا۔ اور آپ کو ایسا اختیار حاصل تھا) آپ نے کوئی جائداد نہیں بنائی۔ آپ کی کوئی اپنی جگہ رہائش کے لئے نہ تھی۔ آپ کبھی کہیں اور کبھی کہیں قیام رکھتے تھے چند ماہ آپ کا قیام سنٹرل ہوٹل میں رہا۔ زیادہ عرصہ آپ ہاؤسنگ سوسائٹی میں مقیم رہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ آپ بے شمار اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ بہت صابر اور بردبار اور حلیم طبیعت آپ نے پائی تھی۔ آپ کا افضل ترین خلق ہمدردی خلائق اور خدمت خلق کا تھا۔ آپ کا دروازہ ہر ایک شخص کے لئے کھلا ہوتا جو بھی آتا وہاں سے فیض پا کر لوٹتا۔ آپ نے کبھی کسی کو انکار نہیں کیا۔ معمولی سے معمولی انسان کے ساتھ بھی آپ پیار اور شفقت سے پیش آتے اور اس کی کسی ضرورت کے وقت مدد کرنے سے گریز نہ کرتے۔

ہر ضرورت مند کی امداد آپ کا معمول تھا۔ سفارش اور مدد کرنے سے آپ نے کبھی پہلوتہی نہیں کی۔ اور ہر ایک کی جائز امداد کی اس قسم کے واقعات ہر روز ہوتے تھے اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم مجموعہ بن جائے۔ آپ یہ سب کچھ رضائے الٰہی کی خاطر کرتے تھے آپ نے کبھی کسی سائل کو مایوس نہیں لوٹایا۔ جو کچھ پاس ہوتا دے دیتے۔ اگر کسی وقت کچھ نہ ہوتا تو کسی دوست سے امداد کروا دیتے تھے۔ مکرم ملک جلال الدین صاحب جو آجکل بدین میں ہیں (یہ تحریر پرانی ہے) چوہدری صاحب کی وفات کے چند سال بعد اپنے علاقہ کے مختار کار سے ملاقات کرنے گئے اس نے برسبیل تذکرہ محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے۔ جب ملک صاحب نے بتایا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں اس پر اس مختار کار نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد بتایا کہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ میں دو تین روز سے مع اہل و عیال فاقہ سے تھا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ میں چوہدری صاحب محترم کے پاس چلا جاؤں وہ میری مدد کریں گے۔ میں آپ کے پاس پہنچا اور اپنی ضرورت کا ذکر کیا۔ اور آپ کے کہنے پر ملازمت کے لئے درخواست تحریر کر کے دی جو آپ نے اپنے دفتر میں کسی کو دے دی۔ اور میرے تقرر کرنے کی ہدایت کی لیکن مجھ پر یہ اثر ہوا کہ دیگر دفاتر کی طرح یہاں بھی سرد مہری سے کام لیا گیا ہے آپ نے یہ بات بھانپ لی۔ پیچھے آپ کا کوٹ لٹک رہا تھا اس میں سے پچاس روپے نکال کر دیئے اور فرمایا ابھی گذارہ کریں کل آجائیں۔ اس زمانہ میں یہ ایک کثیر رقم تھی۔ دوسرے روز میری تقرری ہو گئی اور اب میں ترقی کرتے کرتے مختار کار بن چکا ہوں۔ آپ کی وفات کا سن کر اس احسان کی وجہ سے میں یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکا۔

حضرت (امام جماعت الثانی) کراچی ٹرین سے پہنچ رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کراچی کے مطابق استقبال کے لئے آئے لیکن حضور اس ٹرین سے تشریف نہ لائے۔ کیونکہ حیدر آباد کے ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کی درخواست پر ان کے ہاں کچھ دیر ٹھہرنا منظور فرما لیا تھا اور حضور کی بوگی بعد میں روانہ ہونے والی ٹرین سے لگوا دی گئی تھی۔ جماعت کو اس نئے پروگرام کی اطلاع ڈاکٹر صاحب کی طرف سے نہیں دی گئی تھی۔ حضور جب تشریف لائے تو پیشوائی کے لئے جماعت کا کوئی بھی فرد موجود نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو چونکہ معلوم تھا کہ حضور کے قیام کا انتظام کہاں ہے۔ وہ حضور کے قافلہ کو وہاں لے گئے لیکن حضور بہت ناراض ہوئے اور جملہ انتظام۔ (قیام و طعام) جو جماعت کراچی نے ہی بطور مہمان نواز اس جلیل القدر مہمان کا کرنا تھا) اپنے پرائیوٹ سیکرٹری مولوی عبدالرحمان صاحب انور کے سپرد فرمایا۔

خاکسار مؤلف عرض کرتا ہے کہ امام وقت کا اعزاز و اکرام نہایت ضروری ہے اور اس سے تغافل عدم احترام کے مترادف ہے اس کا اثر اپنی جماعت اور اغیار پر لازماً پڑتا ہے حضور کو ان ڈاکٹر صاحب نے نہیں بتایا ہوگا کہ سہو میرا ہے کہ میں نے جماعت کو اطلاع نہیں دی۔ کیوں حضور کراچی نہیں پہنچے اور اب کس ٹرین سے پہنچیں گے اور جماعت کو یہ سبق سکھانا ضروری تھا کہ ایسے امور کو سرسری متصور کر کے نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے تھی کہ آخر حضور کیوں تشریف نہیں لائے اور قریب ترین جماعت حیدر آباد سندھ سے فون پر بھی رابطہ پیدا کیا جا سکتا تھا۔ فقط۔ (مؤلف مکرم صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ہیں)

مکرم چوہدری احمد مختار صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کی ناراضگی اور صورت حال کا علم ہونے پر محترم چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب بعض دیگر احباب سمیت حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کی تو فرمایا کہ وعدہ کریں کہ آئندہ ایسی غلطی کبھی نہ ہو گی۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کہ حضور غلطیاں تو آئندہ بھی ہوں گی۔ حضور مسکرائے اور در گذر فرمایا۔

جماعت کراچی کو منظم کرنے کے لئے اس کو حلقوں میں تقسیم کرنا ان کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا اور ہر ایک سیکرٹری کو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے توجہ دلانا۔ یہ آپ کے ایسے کام تھے جن سے آپ نے جماعت کراچی کو اپنے تمام عرصہ امارت میں تقویت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جماعت کے شعبوں کی کارگذاری اعلیٰ معیار پر رہی ہے۔ آپ ہر ایک عہدہ دار کو اپنے کام میں آزادی دیتے اور بوقت ضرورت اس کی مدد بھی کرتے۔ اور اس کی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ موجودہ وقت میں اس جماعت کے جتنے بھی اچھے کارکن ہیں وہ سارے آپ کی تربیت کا ثمرہ ہیں۔ (سیدھی بات کہوں) کی روشنی میں آپ ہمیشہ اپنے خطابات سے جماعت کی صحیح رہنمائی فرماتے۔ باقاعدہ نگرانی کرتے اور ان لوگوں کی مدد فرماتے جو جماعتی لحاظ سے کمزور ہوتے۔

آپ کے زمانہ امارت کے بعض کارہائے نمایاں درج ذیل ہیں۔

۱۔ احمدیہ ہال تعمیر ہوا۔
۲۔ بیت الذکر گولی مار تعمیر ہوئی
۳۔ (احمدیہ) ڈسپنسری گولی مار تعمیر ہوئی۔
۴۔ بیت الذکر احمدیہ مارٹن روڈ کے لئے قطعہ زمین خریدا گیا۔
۵۔ ڈرگ روڈ کی بیت الذکر احمدیہ کی ابتدائی تعمیر ہوئی۔
۶۔ احمدیہ لائبریری بندر روڈ قائم ہوئی۔
۷۔ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب جو اس وقت مربی جماعت تھے حضرت (امام جماعت الثانی) نے کراچی میں ایک مشن ہاؤس تعمیر کروایا جس کا نام دار الصدر رکھا گیا۔
۸۔ آپ نے جماعت کو منظم کیا۔
۹۔ لوکل فنڈ کا سلسلہ جاری کیا گیا جو جماعت کی تقویت اور مقامی ضروریات کے لئے اب تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔
۱۰۔ المصلح اخبار کراچی سے جاری ہوا۔ جو پہلے ہفت روزہ تھا لیکن جب روزنامہ الفضل پر پابندی عائد ہو گئی تو اس کی جگہ کراچی سے المصلح روزنامہ کے طور پر شائع ہوتا رہا۔
۱۱۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کے کراچی آنے پر ابھی ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ امیر جماعت کا انتخاب عمل میں آیا اور آپ امیر کے طور پر منتخب ہوئے اور اس وقت سے لے کر تا وفات آپ ہی امیر رہے حتیٰ کہ جن دنوں آپ کا تبادلہ حیدر آباد سندھ ہو گیا اس وقت بھی انتخاب ہونے پر آپ کو ہی امیر منتخب کیا گیا۔ گویا آپ حیدر آباد میں ملازمت کے فرائض سے عہدہ برآ ہو کر بقیہ وقت امور سلسلہ کی انجام دہی میں صرف کرتے اور ہفتہ میں تین چار دن کراچی تشریف لاتے تھے۔

اظہار حق میں آپ ایک برہنہ شمشیر تھے۔ جس پر دوستوں کو بھروسہ ہو اور جس سے (دیگر) لرزاں ہوں۔

واقفین بچوں میں خوش مزاجی اور تحمل پیدا کریں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں "بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیئے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی ترش رو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں"۔ (از خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین الملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون سین

بچوں کی بہبود

کولمبو میں ۱۶ ستمبر سے ۱۸ ستمبر تک جنوبی ایشیا میں بچوں کی بہبود کی اہمیت کے سلسلے میں سارک ممالک کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ مقصد یہ تھا کہ جن پالیسیوں کے متعلق پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور جو آپس کے تعاون سے زیر عمل لانے کا پروگرام تھا۔ ان میں کہاں تک پیش رفت ہوئی ہے یہ کانفرنس سری لنکا نے بلائی ہے اور اس کی جملہ اطلاعات یونیسف کے ذریعے پہنچائی گئی ہیں۔ اس سے پہلے ان ممالک نے ایک دس سالہ پروگرام تیار کیا تھا جو سارک کے سات ممالک نے اپنے اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق تشکیل دیا تھا اور کہا یہ گیا تھا کہ یہ سارک کی چوٹی کانفرنسوں میں جو پہلے گفتگو ہوتی رہی ہے اس کے پیش نظر ایسا کیا جائے۔ اس کانفرنس کے ذریعے ساتوں ممالک کا آپس میں تعاون خاص طور پر بچوں کی بہبود کے پروگراموں کے سلسلے میں بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ پاکستان کے وفد کی سربراہی وزیر صحت سید حسین نواز گردیزی نے کی۔ آپ کے ساتھ تین مزید ساتھی موجود تھے۔ یہ ارکان وفد حکومتی ذرائع اور غیر حکومتی تنظیموں سے لئے گئے تھے کانفرنس کا آغاز سری لنکا کے صدر راناسنگھا پریماداسا نے کیا۔ یونیسف کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر جیمز پی گرانٹ نے بھی اس کانفرنس سے خطاب کیا۔ سارک کے ممالک کی بچوں کی بہبود کے سلسلے میں یہ دوسری کانفرنس تھی۔ اس سے پہلی کانفرنس اکتوبر ۱۹۸۶ء میں نئی دہلی میں منعقد کی گئی تھی۔ پاکستان کی حکومت نے اس سلسلے میں پہلے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ بچوں کی بہبود کا پہلے سے زیادہ خیال رکھے گی اور اس سلسلے میں آگے سے آگے بڑھنے میں مصروف رہے گی۔ کانفرنس کے پروگرام میں ایک عمومی بہبود سیشن تھا اور اس کے علاوہ ورکنگ گروپ بنائے گئے جن میں بچوں کی بہبود، ان کے جان کے بچانے اور ان کی صحت کے سلسلے میں مختلف امور پر بحث کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ ماؤں کی جان کی حفاظت کی جائے خاندان چھوٹا رکھا جائے اور بچوں کو بہتر خوراک دی جائے۔ انہیں ابتدائی تعلیم مہیا کی جائے۔ صاف پانی دیا جائے اور حفظان صحت کے لئے ماحولیات کو صاف رکھا جائے۔ جنوبی ایشیا میں پندرہ سال کی عمر سے کم کے ۴۱۰ ملین بچے ہیں اور جیسا کہ ساری دنیا میں بچوں کی بہبود کے لئے کام کیا جاتا ہے ان بچوں کے لئے بھی پوری لگن کے ساتھ کام کئے جانے کی ضرورت ہے۔ سال ۲۰۰۰ء کے لئے سارک کے ممالک نے دو ہدف قائم کئے ہیں وہ یہ ہیں۔ پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کی ہلاکت کو روکا جائے۔ کم از کم ۱/۳ کم ہو جانی چاہیئے۔ اسی طرح زچگی کے دوران ماؤں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے انتظامات کئے جانے چاہئیں۔ بچوں کو کم از کم ایسی خوراک ملنی چاہیئے جو موجودہ خوراک سے غذائیت میں خاصی بہتر ہو ان کے پینے کے صاف پانی کا انتظام ہونا چاہیئے اور حفظان صحت کا بھی۔ ان تمام بچوں کے لئے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کی سہولتیں میسر ہونی چاہئیں۔ تعلیم بالغاں میں اس وقت جو کمی ہے۔ اسے پورا کیا جائے۔ کم از کم اس کمی کا نصف ختم ہو جانا چاہیئے۔ بچوں کو مختلف اور مشکل حالات سے بچانے کے لئے بہتر انتظامات کئے جانے چاہئیں۔

ایڈز کی بیماری

گذشتہ روز پنجاب کے وزیر صحت چوہدری جعفر اقبال نے کہا کہ اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل کرنے سے ساری دنیا کے مسلمان ایڈز جیسی مہلک بیماری سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں گذشتہ سوموار کے روز ایڈز سے متعلق ایک سیمینار کے موقعہ پر آپ مہمان خصوصی تھے۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں ایڈز کے خطرے کا بڑھنا نہایت افسوسناک ہے اور یہ بات اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ پاکستان میں بھی بعض لوگوں کو یہ بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ طبی ماہرین علماء اور عوام الناس کے نمائندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کردار پوری طرح ادا کریں۔ تا کہ لوگوں کو اس خطرناک اور مہلک بیماری سے بچایا جا سکے۔ آپ نے مزید کہا کہ آجکل دنیا کا حلقہ مختصر ہو رہا ہے۔ اور چونکہ رسل و رسائل کے انتظامات پہلے سے بہت زیادہ بہتر ہیں اس لئے دنیا ایک چھوٹا سا حلقہ بن کر رہ گئی ہے اور ایڈز کی بیماری پھیلنے کی ایک یہ بھی وجہ ہے اس کے جراثیم بہت جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ رہے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ ایڈز سے مرض کے پھیلنے کے لئے بہت سے عناصر ہیں اور ان سب کو مد نظر رکھنا چاہیئے کیونکہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وقت دنیا میں ایک کروڑ افراد ایسے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اس بیماری کے جراثیم رکھتے ہیں ان میں سے دس لاکھ ایسے ہیں جو واقعی اس بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ چوہدری جعفر اقبال صاحب نے کہا کہ مسلمان اس لحاظ سے نہایت اچھی پوزیشن میں ہیں کہ اسلامی تعلیم اور اسلامی اقدار انہیں جس راہ پر رہنمائی کرتی ہیں اس پر چلنے سے ایسی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد تمام دیگر ممالک سے کم ہے انہوں نے کہا کہ اگر پاکستان کا دوسرے ترقی یافتہ ممالک سے مقابلہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان ممالک میں پاکستان کی نسبت ایڈز کی بیماری بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔

بھارتی پولیس کی زیادتیاں

نئی دہلی میں ہندوستان کے وزیر اعظم پی۔ جی۔ نرسیماراؤ نے اپنی تمام ریاستی حکومتوں سے کہا ہے کہ وہ پولیس کی زیادتیوں پر فوری ایکشن لیں۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی پاسداری کے خلاف کی جانے والی کسی حرکت کو معاف نہیں کیا جانا چاہیئے جس قدر جلدی ہو اس سلسلے میں کارروائی کی جانی چاہیئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عوام الناس کا اعتماد حاصل کرنے کا یہی ایک طریق ہے کہ ان کے خلاف کی جانے والی غلط کارروائیوں کو روکا جائے اور ایسی کارروائیاں کرنے والوں کو مناسب سزائیں دی جائیں۔ مغربی دنیا میں پریس میں ہندوستان کے متعلق آج کل بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور زور اس بات پر دیا جا رہا ہے کہ ہندوستان میں خاص طور پر مشرقی پنجاب میں اور ہندوستانی مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ وزارت داخلہ کے ایک افسر نے کہا ہے کہ ایک قومی انسانی حقوق کا کمیشن قائم کیا جا رہا ہے۔ یہ دراصل وزیر داخلہ شنکر راؤ چاون کا خیال ہے جسے عملی جامہ پہنایا جانا مقصود ہے۔ وزیر داخلہ ہی کا ذمہ ہے کہ وہ ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو روکے۔

حزب اختلاف سیمینار

سارک ممالک کے متعدد لیڈروں نے خاص طور پر حزب اختلاف کے رہنماؤں نے ایشیائی سماج میں حزب اختلاف کے کردار پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس سیمینار کے لئے بینظیر بھٹو نے سال رواں کے مارچ میں مختلف راہنماؤں کو خط لکھے تھے۔ چنانچہ وی پی سنگھ ہندوستان کے سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد بنگلہ دیش کی حزب اختلاف کی لیڈر۔ مسز انورا بندرا نائیکے ممبر پارلیمنٹ اور نیشنل آرگنائزر سری لنکا فریڈم پارٹی۔ مسٹر منموہن آدھی کاری نیپال کی حزب اختلاف کے لیڈر۔ ڈاکٹر کمال حسین بنگلہ دیش کے سابق وزیر خارجہ اور ان کے علاوہ کئی اور رہنماؤں نے اس سیمینار سے خطاب کیا۔ دیگر شرکاء میں بیگم ساجدہ چوہدری بنگلہ دیش کی عوامی لیگ کی سیکرٹری جنرل۔ مسٹر اے ایچ چوہدری ممبر پارلیمنٹ۔ مسٹر سامیل راجیہ سبھا کے رکن اور مسٹر وسیم احمد انڈیا کے نیشنل فرنٹ کے لیڈر نے اس سیمینار میں شرکت کی۔

مختلف ممالک میں آمدنی

عالمی بنک کے پیش کردہ اعداد و شمار مظہر ہیں کہ دنیا کے اکثر ممالک میں زندگی کا معیار بہتر ہو رہا ہے اگرچہ آہستہ آہستہ۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ہر جگہ یا ہر طور پر۔ جاپانیوں کی سن ۱۹۹۰ء میں آمد کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ امریکی ۲۵۴۳۰ ڈالر تھی اور سن ۱۹۶۰ء میں انکی آمد امریکی ۹۰۰ ڈالر تھی۔ یہ ترقی تو بہت زیادہ ہے۔ مغربی یورپ اور امریکہ میں ترقی تو بے شک ہوئی ہے۔ لیکن جاپان کے مقابلہ میں خاصی کم۔

جہاں تک تیسری دنیا کے ممالک کا تعلق ہے وہاں تین فی صد ہر سال آمد میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ اب بھی ایسے ممالک موجود ہیں جہاں فی کس آمد فی امریکی ایک ڈالر روزانہ ہے یعنی ۳۰ ڈالر ماہانہ یا سال میں ۳۶۰ ڈالر۔ بنک نے حال ہی میں ۹۲-۱۹۹۱ کے متعلق سماجی ترقی کے اشارے دئے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ افریقہ کے ۳۸ ممالک میں سے ۱۷ ملک ایسے ہیں جہاں ۱۹۶۵ء سے آمد کم ہوتی چلی جا رہی

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پندرہ روزہ المصلح کراچی کا اداریہ

سپریم کورٹ کا دانشمندانہ فیصلہ

سندھ میں امن وامان کی موجودہ صورت کے بارے میں ہم نے اپنے گذشتہ اداریہ میں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کے حوالے سے بتایا تھا کہ صوبے کی یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیمی ادارے تشدد اور قتل و غارت کے اڈے بن گئے ہیں اور یہ کیفیت تقریباً پاکستان کے تمام صوبوں میں موجود ہے اور تعلیمی اداروں کا تقدس پارہ پارہ ہو چکا ہے۔ ان حالات میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ سے ایک روشنی کی کرن نمودار ہوتی نظر آتی ہے۔

سپریم کورٹ نے طلباء اور طالبات پر ملکی سیاست میں حصہ لینے پر مکمل پابندی عائد کر دی ہے۔ فاضل عدالت نے مزید ہدایت کی ہے کہ کسی تعلیمی ادارہ میں داخل ہوتے وقت طلباء و طالبات اور ان کے والدین سے یہ حلفی بیان لیا جائے کہ طلباء و طالبات سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیں گے وگرنہ انہیں تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں ملے گا اور اگر داخل ہونے کے بعد انہوں نے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیا تو انہیں تعلیمی اداروں سے نکال دیا جائے گا۔ عدالت نے موجود طلباء و طالبات سے بھی اسی قسم کا حلفی بیان لینے کا حکم جاری کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں متعلقہ افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ عدالت عالیہ نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے بارے میں تعلیمی اداروں کا سربراہ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ جو رپورٹ دے گا وہ حتمی ہو گی اور اُسے صرف سپریم کورٹ ہی میں چیلنج کیا جا سکے گا۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں نظم وضبط کی صورت ناقابل اصلاح حد تک خراب ہو چکی ہے۔ اس پس منظر میں سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ انتہائی اہم اور دانشمندانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

تعلیمی اداروں میں سیاست دانوں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے ملک کے ایک ماہر تعلیم پروفیسر حسنین کاظمی اپنے کالم میں جو جنگ کے ۹ جولائی کے شمارے میں شائع ہوا تحریر فرماتے ہیں کہ "پاکستانی سیاست دانوں نے گذشتہ چالیس برس میں ہماری معاشرتی زندگی کے مختلف شعبوں میں فکری انتشار اور عملی بدعنوانیوں کو جس انداز میں مرحلہ بہ مرحلہ فروغ دیا ہے وہ ایک بڑی المناک داستان ہے (اور جب سیاست دانوں کی بات کی جاتی ہے تو اس کا مطلب سیاست دانوں کی اکثریت سے ہوتا ہے کیونکہ استثناء تو ہر جگہ ہوتا ہے اور وہ استثناء برائی کو دور نہیں کر سکتا۔ اس لئے بات کل کے حوالے سے کی جاتی ہے) لیکن اس داستان کا سب سے زیادہ غم انگیز باب وہ ہے جس کا تعلق ملک کی سیاسی جماعتوں کو اپنی ذیلی تنظیموں کے ذریعہ تعلیمی اداروں میں تخریبی اور جارحانہ انداز کی مداخلت سے ہے۔ تعلیمی ادارے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں اور ان میں منصوبہ بندی کے تحت جارحانہ عزائم کے ساتھ مداخلت کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنے والا ملک و قوم کے مستقبل کی تباہی سے نہ صرف بے پرواہ ہے بلکہ وہ ان وسیلوں سے اپنے مذموم عزائم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تحریک پاکستان برصغیر کے مسلمان طلباء و طالبات نے تاریخ ساز کردار ادا کیا تھا اور اس کردار میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پورے برصغیر میں سب سے زیادہ نمایاں تھی۔ قائداعظم خود بھی مسلمان نوجوانوں خصوصاً طلباء اور طالبات سے بیحد شفقت فرماتے تھے۔ ان کے اجتماعات میں شرکت کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کو جلد جلد ملاقات کا شرف بھی بخشتے تھے۔ ہر سال کم از کم ایک مرتبہ وہ علی گڑھ تشریف لے جاتے تھے اور وہاں طلبہ کے سامنے تفصیل کے ساتھ ملک کے سیاسی حالات کا تجزیہ کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ وہ ہمیشہ یہ بھی کہتے تھے کہ طلباء کا اصل کام حصولِ علم ہے اور اس کو کسی بھی انداز میں قربان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صرف ۴۵۔۱۹۴۶ء کے انتخابات تھے جن کی تاریخ ساز اہمیت کے تحت قائداعظم نے کہا تھا کہ ان انتخابات پر کیونکہ پاکستان کے ہونے یا نہ ہونے کا انحصار تھا۔ لہٰذا مسلمان طلباء اور طالبات میدان عمل میں نکل آئیں اور اگر اس جدوجہد میں ان کا ایک سال قربان بھی ہو جائے تو وہ قربانی ایسی ہو گی جسے مسلمان قوم کے ایک آزاد مملکت کے حصول کے لئے خوشی سے پیش کیا جا سکتا ہے ... تعلیمی اداروں میں نظم وضبط پر سب سے بڑی چوٹ اس وقت پڑی جب طلبہ تنظیموں نے خدمت اور اخلاقیات کا رستہ چھوڑ کر اسلحہ کی قوت کا اظہار شروع کیا۔ اس کی ابتداء کیا ہوئی اور کیسے ہوئی۔ اس سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ ستر کی دہائی میں تعلیمی اداروں میں اسلحہ اور اس کے ساتھ سرکشی اور خود پسندی کے عناصر تعلیمی اداروں میں داخل ہو گئے تھے اور اس عمل میں اس دور کے صاحبانِ اختیار کی مرضی ہی نہیں ہمت افزائی بھی شامل تھی حقیقت تو یہ ہے کہ اس ملک میں قانون کے عدم احترام کی قوت اور جبر کے ذریعے مسائل کے بارے میں اپنا "پسندیدہ حل" نافذ کرنے کی روش پاکستان میں صاحبان اختیار و اقتدار کی جانب سے ہوئی "سقوط ڈھاکہ" کے بعد ہمیں کچھ سبق حاصل کرنا چاہئے تھا اور اپنی بداعمالیوں میں تخفیف کی راہ اختیار کرنی چاہئے تھی لیکن عملاً جو کچھ ہوا اس کے برعکس ہوا۔ اس صورتحال کے نتیجہ میں عوام کے دلوں میں سیاسی رہنماؤں اور سیاسی جماعتوں کی جانب سے بددلی پیدا ہوئی لیکن بجائے اس کے کہ سیاسی جماعتیں بنیادی خرابیوں پر غور کرتیں اور اپنی روش میں تبدیلی پیدا کرتیں۔ انہوں نے تعلیمی اداروں کو زور آزمائی کی آماجگاہ بنا لیا۔ پاکستان میں عموماً اور سندھ میں خصوصاً تعلیمی اداروں کی جو المناک صورتحال ہے وہ سیاسی جماعتوں کے اسی ظالمانہ طرز عمل کا نتیجہ ہے۔

سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ، محکمہ تعلیم اور تعلیمی اداروں کے سربراہوں کیلئے ایک چیلنج ہے ایک عرصہ دراز کے بعد ان کو یہ موقعہ فراہم کیا گیا ہے کہ وہ تعلیمی اداروں کو قابل اعتراض سیاسی سرگرمیوں سے پاک کر کے ان اداروں کا علمی ماحول پھر سے بحال کریں اور طلباء کو علم و اخلاق کے زیور سے آراستہ کریں اور قوم کا مفید وجود بنائیں ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ نہایت سختی سے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرائیں تاکہ اس کے مفید نتائج برآمد ہو سکیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

ہے۔ مثلاً زائرے میں آج سے پندرہ بیس سال پہلے ۴۰۰ امریکی ڈالر سالانہ تھی اور اب حالیہ تجزیوں سے پتہ چلا ہے کہ اب ۲۲۰ امریکی ڈالر ہو گئی ہے۔ نائیجیریا افریقہ کا سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے۔ وہاں ۱۹۷۰ء میں ۴۰۰ امریکی ڈالر آمد تھی۔ حال ہی میں ۴۰۰ سے گر کر یہ ۲۹۰ رہ گئی ہے۔ حالانکہ نائیجیریا میں تیل بھی نکلتا ہے۔

مغرب کے ۲۲ ممالک میں سے ۷ ممالک میں آمد کم ہوئی ہے۔ لیکن دوسرے بعض زیادہ غریب ممالک مثلاً چین اور بوٹسوانا میں ان کی آمد خاصی تیزی سے بڑھی ہے۔ اور یہ بڑھوتی اقتصادی ممالک کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جہاں آمد کم ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ فوجیوں پہ زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور عالمی بنک اور عالمی مالیاتی فنڈ دونوں اس بات کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں۔ اس سال کے شروع میں ایک رپورٹ "انسانی ترقی کی رپورٹ" شائع کی گئی تھی جسمیں اقوام متحدہ کے مطابق تیسری دنیا کے ممالک اپنی فوجوں اور اسلحہ پہ ۴ء۲ فی صد قومی آمد سے بڑھا کر ۴ء۶۶ فی صد خرچ کر رہے ہیں باوجود سرد جنگ کے صنعتی ممالک نے اپنے فوجی اخراجات ۴ء۹ فی صد کر لئے ہیں جبکہ پہلے ۶ء۳ تھے۔

اور گہرا کھودیں

زمین کی چالیس فٹ تک کھدائی کر کے بعض آثار قدیم ملتے رہے ہیں۔ لیکن اب موہنجوڈارو کے قریب نئے ٹیوب ویل لگاتے ہوئے ستر فٹ کے فاصلے پر بھی بعض آثار قدیمہ ملے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ موہنجوڈارو جو دنیا کا بہت زیادہ پرانا آثار قدیمہ کا مقام ہے۔ وہاں ستر فٹ تک مزید آثار قدیمہ ملنے سے اس بات کا امکان ہے کہ آئندہ کھدائی کرنے والے پہلے کی نسبت زیادہ گہرے جانے کی کوشش کیا کریں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایسی ایسی چیزیں ملیں جن کا پہلے کبھی ذکر نہیں آیا۔ یو۔ این۔ ڈی ای کی ٹیم کے سربراہ سید حکیم شاہ جو موہنجوڈارو میں اس وقت کام کر رہے ہیں نے بتایا ہے کہ یہ نئے آثار قدیمہ جو ملے ہیں یہ ہمیں خاصی دور تک لے جائیں گے۔ اور سندھ کے تہذیب و تمدن پہ یقیناً نئی روشنی ڈالیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ مبارک احمد

ایک چھوٹی سی بات

محترم مدیر آپ کی ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے۔ مختلف عناوین اور مسائل پر آپ کی قلم کی روانی کے کیا کہنے اور متنوع مضامین سے قارئین الفضل کو متمتع کرنے کے لئے آپ کی جدوجہد قابل شکریہ۔ اب ایک نیا عنوان "چھوٹی بات" کا زائد کر کے دعوتِ عام دی ہے۔ چنانچہ اس عنوان کے تحت مختلف قسم کی باتیں الفضل میں ریکارڈ ہو رہی ہیں۔ "چھوٹی بات" کے عنوان کے تحت بعض باتیں دو کالموں میں سمائی ہیں اور بعض ڈیڑھ کالم میں اور کم و بیش کالموں میں درج ہوئی ہیں۔

"چھوٹی بات" سے عام طور پر تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو چند لفظوں میں بیان ہو جائے اور لکھی جائے یا جو مفہوم اور مقصود کے لحاظ سے چھوٹی بات ہو۔ بڑی اور اہم نہ ہو۔ لیکن اس وقت تک "چھوٹی بات" کے عنوان کے تحت جو باتیں لکھی گئی ہیں اور آپ نے الفضل کو ان سے زینت بخشی ہے اکثر نہ تو مختصر الفاظ یعنی چند فقروں میں لکھی گئی ہیں اور نہ ہی وہ باتیں اپنے مقصود اور مفہوم کے لحاظ سے معمولی تھیں بلکہ خاص اہمیت کی باتیں تھیں۔ بعض بہت مفید تھیں حکمت پر مشتمل تھیں۔ ایسی باتوں کو "چھوٹی بات" کہنا کچھ عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ آپ غور فرمالیں۔ لقمان کو حکمت کا سبق دینا تو گستاخی سمجھا جائے گا۔ لیکن بعض دفعہ کم فہم آدمی سے بھی کوئی بات مطلب کی یا وزنی معلوم ہو تو اس کو اختیار کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں۔

"چھوٹی بات"، کا عنوان دے کر آپ نے بے شک تنوع پیدا کیا اور خوب دعوت دی۔ کئی نامہ نگاروں اور قلمکاروں نے اپنی قلموں کو خوب رواں دواں کیا ہے۔ بڑی اچھی اور مفید باتیں اس طریق سے بھی قارئین کے سامنے آئی ہیں۔ لیکن اپنے مفہوم اور مقصود اور بیان و تحریر کے لحاظ سے خاصی بڑی باتیں۔ خاصی اہم باتیں اور خاص پر حکمت باتیں لکھی گئی ہیں اکثر۔ اگر الفضل کے حالیہ مزاج کے خلاف نہ ہو تو چھوٹی بات کی بجائے "اہم بات" کا عنوان درج کرنا کیا مناسب نہ ہوگا۔ اس عنوان کے لکھنے میں کیا روک ہے۔ اگر "چھوٹی بات" ہی عنوان رکھنا ہے تو پھر "چھوٹی" کے مفہوم و مقصود کے پیش نظر ایسی باتیں درج کریں جو فی الواقع چھوٹی ہوں اور تحریر و بیان کے لحاظ سے بھی چھوٹی نظر آئیں۔ والامر الیک یا مدیر۔

○ محترم شیخ صاحب! عنوان "چھوٹی بات" نہیں ہے بلکہ "چھوٹی سی بات"۔ "چھوٹی بات" کا تعلق کمیت سے ہے اور "چھوٹی سی بات" کا تعلق کیفیت سے ہے۔ اور جس طرح "گودڑی میں لعل"۔ لعل ہوتا تو چھوٹا ہی ہے لیکن جس گودڑی کا اس سلسلہ میں ذکر کیا جاتا ہے وہ خاصی بڑی ہوتی ہے۔ بات کی طوالت اثر انداز نہیں ہوتی اس میں کہی گئی بات "چھوٹی سی بات" ہونی چاہیئے اور یہ چھوٹی سی بات خاصی اہم ہو گی۔ "چھوٹی سی بات" تو ایک فقرے میں آ سکتی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے اس کو بیان کرنے کے لئے انسان پاکستان سے انگلستان کے سفر کی روداد بیان کر دے اور اس دوران جہاز میں کوئی "چھوٹی سی بات" پیش کرنا مقصود ہو۔ چھوٹی سی بات کے لئے ضروری نہیں کہ دو چار فقروں بلکہ ایک ہی فقرے میں لکھ کر بات ختم کر دی جائے۔ اس کا پس منظر اور پیش منظر بھی ہوتا ہے۔ وہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً سعیدہ احسن صاحبہ نے حضرت اماں جان کی ایک چھوٹی سی بات بیان کی ہے۔ لیکن اس کا پس منظر ایک داستان ہی کے ذریعہ بیان کیا جا سکتا تھا جو انہوں نے احسن رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ فی الحال اتنی ہی وضاحت کافی معلوم ہوتی ہے۔

اعلان دارالقضاء

(مکرم محمد لطیف صاحب انور بابت ترکہ چوہدری محمد شریف صاحب)

مکرم محمد لطیف صاحب انور مکان نمبر ۴۴ شاہ کمال روڈ مغلپورہ لاہور ۱۵ نے درخواست دی ہے کہ ہمارے والد مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مکان نمبر ۲۵/۱۷ دارالرحمت وسطی ربوہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ ۲۵/۱۷ دارالرحمت وسطی ربوہ انکے نام ہے۔ یہ قطعہ اراضی مع مکان ہم سب وارثین کے نام مشترکہ طور پر منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ مکرم محمد لطیف صاحب انور — بیٹا
۲۔ مکرم محمد سعید صاحب اشرف — ۔۔
۳۔ مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ — بیوہ

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اس منتقلی پر کسی وارث یا غیر وارث کو کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

ناظم دارالقضاء ربوہ

غلام باری سیف

یادِ رفتگاں

جامعہ کے ایک ہم جماعت مولانا محمد منور صاحب نے اپنی نشست پر انگریزی کا یہ مقولہ لکھ کر لگا رکھا تھا۔

"DEATH IS INEVITABLE"

اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ موت برحق ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کس وقت اس کا بلاوا آئے گا۔ اور اس وقت وہ کہاں ہو گا۔ سیدنا حضرت علیؓ نے ایک موقعہ پر یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: موت کے لئے اپنی کمر کس لے کہ وہ تجھے ملنے ہی والی ہے۔ قتل سے گھبرا یو مت جب وہ تیری وادی میں اترے۔

جامعہ کے دو ہونہار طالب علم جنہیں اپنی طالب علمی کے بعد بھی نمایاں خدمت کا موقعہ ملا۔ مبارک احمد صاحب ساقی اور مسعود احمد صاحب جہلمی نہ صرف یہ کہ میرے عزیز شاگرد تھے وہ عزیز بھی تھے اور میں ان کا دل کی بیماری کی وادی کا ہمسفر بھی۔ مبارک احمد صاحب ساقی اس جماعت کے طالب علم تھے جو جامعہ المبشرین اور جامعہ احمدیہ کے الحاق پر احمد نگر سے ربوہ منتقل ہوئی۔ میرا اور ان کا ضلع بھی ایک تھا یعنی گورداسپور وہ ایک اچھے ملنسار طالب علم تھے جو استاد سے ذاتی تعلق پیدا کر لیتے۔ پڑھائی میں سنجیدہ اور والی بال کے اچھے کھلاڑی وہ ایک اچھے سمیشر SMASHER تھے۔ اونچا قد جسم پھرتیلا۔ وہ کبھی خاکسار کے گھر پر بھی آتے چھوٹے بچوں سے انس کرتے۔ کئی دفعہ سفروں پر بھی ہم اکٹھے گئے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے اخلاق اور چھپے ہوئے اوصاف کا سفر کے دوران پتہ چلتا ہے۔ وہ ایک مستعد، بروقت کام کرنے والے دوسروں کی مدد کرنے والے طالب علم تھے۔

چہرے پر ہلکی مسکراہٹ ہوتی۔ مجھے قریب سے ان سے واسطہ اس وقت پڑا جب ۱۹۸۹ء میں میرا بائی پاس آپریشن ہوا۔ حضرت امام جماعت الرابع کے ارشاد کے تحت یہ سارا انتظام وہ کرتے تھے اس سے پہلے ۱۹۸۶ء میں جب کارڈیالوجسٹ نے لندن میں میرا معائنہ کیا تو اس وقت بھی انہوں نے انتظام کیا۔ آپریشن کے بعد ہسپتال میں عیادت کے لئے آتے رہے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ خود بھی دل کے مریض ہیں کہ بعض اوقات کوئی خاص دوائی لینے وہ آتے۔ اکثر پیشاب آور دوائی کا وہ استعمال رکھتے۔ جو باتیں اس دوران میں نے خاص طور پر مشاہدہ کیں وہ انکی خدمت سلسلہ سے لگن اور حضور ایدہ اللہ سے تعلق تھا۔ وہ تمام کارکنوں میں زیادہ حاضر باش اور زیادہ وقت دینے والوں میں سر فہرست تھے۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر کے بھی فرائض سرانجام دیئے۔ شام کو حضور سے ملاقاتیں کروا رہے ہیں۔ درمیانی وقفہ میں جب کارکن گھر جاتے وہ یہ وقت بھی مشن میں گذار دیتے اور شام کو سب کے بعد گھر جاتے۔ جب انہوں نے بائی پاس کروایا تو میں نے انہیں یہاں سے خط لکھا اور کامیاب آپریشن پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس پر انہوں نے جواب میں لکھا جب آپ کا آپریشن تھا آپ کی گھبراہٹ دیکھ کر ہم کہتے مولوی صاحب کتنے گھبرا رہے ہیں۔ اب جب ہماری باری آئی تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے جان پر بن آئی ہے۔ دوپہر کو اکثر کھانا ہم وہاں اکٹھے کھاتے۔ ایک روز نمکین چاول کھانے کے بعد انہوں نے میٹھے کی خواہش کی۔ اور کچھ نہ پا کر کہا اچھا تھوڑی سی چینی دے دیں۔ آپ نے وہی نمکین چاولوں پر ڈال کر زبان کا ذائقہ بدل لیا۔ میں اس پر مسکرایا تو جوابی طور پر مسکرائے کہ سب چلتا ہے۔ تمام عرصہ انہوں نے حق شاگردی ادا کیا۔ ایک روز حضور کے ساتھ اور چند مہمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہونے کا موقعہ بھی ملا۔ ایک روز کیپٹن چیمہ صاحب نے کھانے پر بشیر احمد صاحب رفیق۔ ساقی صاحب کو اور خاکسار کو بلایا۔ اس میں بھی ہم شریک تھے۔ آپ کا انجام بہت اچھا ہوا۔ حضور نے ان کی وفات پر جو کچھ فرمایا وہی کافی سند ہے۔ اللہ ان سے رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرے ساتھی عزیزم مسعود احمد صاحب جہلمی الجمیعۃ العلمیہ کے صدر تھے اور خاکسار نگران۔ ہائیکنگ میں بھی شریک سفر تھے۔ بلکہ ایک موقعہ پر کالام پہنچ کر دریائے سوات کے کنارے تھکاوٹ دور کرنے کے لئے مالش کی تو میرا اور ان کا کشتی کا مقابلہ ہوا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد وہ وکیل التبشیر پرائیویٹ

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

غلام مصطفیٰ تبسم

فریزبی ایک نہایت ہی دلچسپ اور انسانی جسم کی ورزش کے لئے ایک مکمل کھیل ہے۔ پاکستان میں فریزبی کا آغاز ۱۹۷۹ء کو ہوا۔ ہمارے ہاں نوجوان طبقے نے اس انوکھے اور نئے کھیل کو دیکھا۔ اور پھر کیا تھا ہمارے ملک کے تمام بڑے شہروں کے کھیلوں کے میدانوں میں لوگ فریزبی کھیلتے ہوئے دکھائی دینے لگے اس کھیل کے شروع ہونے کے چند ماہ بعد ہی ملک کے مختلف علاقوں میں فریزبی کے باقاعدہ کلب بنے اور اب بھی لوگ ان کلبوں میں فریزبی کے کھیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

فریزبی کی ٹیم سٹینڈرڈ سائز کی گراؤنڈ ہو تو گیارہ وگرنہ نو کھلاڑیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کھیل میں سب کھلاڑی میدان کے تین حصوں میں کھڑے ہو کر اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں انکو پوزیشن کہتے ہیں۔ فریزبی چونکہ اجتماعی کھیل ہے اس لئے ہر کھلاڑی کا دوسرے سے رابطہ رہتا ہے۔

فریزبی جدید دور کا کھیل ہے جس میں نو سے لے کر گیارہ گیارہ کھلاڑی پر مشتمل دو ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ کھیل کے دوران ایک ٹیم فریزبی کو مخالف کھلاڑیوں سے بچاتی ہوئی اپنے گول سے دوسرے گول تک لے جاتی ہے اور جو ٹیم مقررہ وقت میں زیادہ گول کرے وہ جیت جاتی ہے۔

اس کھیل میں ٹاس کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کھیل کون سی ٹیم شروع کرے گی۔ ٹاس جیتنے کے بعد مذکورہ ٹیم کے فارورڈ کھلاڑی باہم پاسنگ سے کھیل کا آغاز کرتے ہیں۔ کھیل شروع ہونے سے پہلے متحارب ٹیموں کے کھلاڑی ایک دوسرے کے ہاف میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کھیل کی نگرانی دو امپائر کرتے ہیں جو اپنے اپنے ہاف میں فیصلہ دینے کے مجاز ہیں۔

فریزبی کا میدان ایک سو گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا مستطیل شکل کا ہوتا ہے موزوں فریزبی کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ غیر متناسب وزن اور غیر متوازن قسم کی فریزبی سے کھلاڑی کا کھیل بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ ایک اچھی قسم کی فریزبی کا وزن ایک سو دو گرام سے دو سو تیس ملی گرام تک ہوتا ہے جب کہ قطر ساڑھے اکیس سنٹی میٹر ساڑھے آٹھ انچ بہترین سائز ہے۔ اچھی قسم کی فریزبی لچکدار اور ملائم ہوتی ہے اور اس کے اندر کے کنارے تیز اور کھردرے نہیں ہونے چاہئیں تاکہ پاسنگ کے دوران ہاتھ زخمی نہ ہوں۔ فریزبی میں نو سے گیارہ گیارہ کھلاڑیوں پر مشتمل دو ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ کھیل کے دوران کسی بھی وقت چار متبادل کھلاڑیوں کے میدان میں آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے کسی ایسے کھلاڑی کی جگہ متبادل کھلاڑی نہیں آسکتا جسے کھلی خلاف ورزی کے نتیجے میں عارضی یا مستقل طور پر کھیل سے خارج کر دیا گیا ہو۔ امپائر دو ہوتے ہیں ہر امپائر کا فرض ہے کہ وہ اپنی سائیڈ لائن اور اپنے مخصوص حصے میں رہ کر کھیل کی نگرانی کرے دونوں کو ایک دوسرے کا تعاون حاصل رہنا چاہیئے۔ اگر ایک امپائر اپنے حصے میں دوسرے امپائر کی سائیڈ لائن کے نزدیک پیدا ہونے والی کسی صورت حال کو نہ دیکھ سکے تو دوسرا امپائر اس پر اپنا فیصلہ دے سکتا ہے۔ خواہ وقوع کے وقت فریزبی دوسرے امپائر کے میدان میں ہو۔ تاہم اسے چاہیئے کہ ہاف وے سائیڈ لائن کراس نہ کرے۔ اگر بحالت مجبوری ایسا کرنا پڑ جائے تو ایسی پوزیشن میں رہے کہ کسی تیز جوابی حملے کی صورت میں واپس اپنی جگہ پر پلٹ سکے امپائر کو صرف اپنے میدان میں ہی کارنر، آؤٹ آف ڈی اور پلنٹی تھرو کا اختیار ہوتا ہے۔ بوقت ضرورت امپائر کسی بھی کھلاڑی کو تنبیہہ خبردار یا خارج کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ کھیل کو وقت کے لحاظ سے پچیس پچیس منٹ کے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاہم مخصوص حالات میں ردوبدل کی گنجائش ہے۔ امپائر کو چاہیئے کہ کھیل کے مجموعی وقت میں ضائع شدہ وقت کو بھی شامل کرے جو کسی کھلاڑی کے زخمی ہونے یا کسی اور وجہ سے صرف ہو گیا ہو۔

کھیل کا آغاز سنٹر لائن کے بالکل درمیان میں جو ٹیم ٹاس جیت جائے اس کے فارورڈز کھلاڑی باہم پاسنگ سے کرتے ہیں۔ کسی حادثے کی صورت میں کھیل کا آغاز متعلقہ امپائر کی تجویز کردہ جگہ سے ہوتا ہے۔ ہاف ٹائم کے بعد کھیل سنٹر لائن سے وہ ٹیم پاسنگ سے شروع کرے گی جو ٹاس ہار گئی تھی گول ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں متعلقہ کیپر کسی اپنے گول سے اپنی ٹیم کو پاس دے کر شروع کرے گا۔ سنٹر لائن سے کھیل کے آغاز سے قبل دوسرے کے ہاف میں پہلی ٹیم کا کوئی کھلاڑی داخل نہیں ہو سکتا البتہ سنٹر لائن پر کھیل کے آغاز کے بعد اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

سیکرٹری بھی رہے اس سے ان کی خوش قسمتی اور معاملہ فہمی اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے قرب کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ مسعود احمد صاحب وجیہہ، سرخ و سفید رنگ، طلباء میں ہر دلعزیز تھے۔ تعلیم کے بعد بھی انہوں نے شاگردی کے تعلق کو خوب نبھایا ہمارے جامعہ کے استاد ماسٹر عطا محمد صاحب جو وقت کے بہت پابند اور اردو سکھانے اور پڑھانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے مسعود صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے کہ مسعود صاحب کی شخصیت ہی بہت محبوب تھی۔ مسعود احمد صاحب کئی ملکوں میں بطور انچارج مربی رہ چکے تھے۔ اس لئے لوگوں سے انکی DEALING بہت اچھی تھی۔ جب میں آپریشن کروا کر واپس آیا تو انہوں نے میرے بیٹے کو لکھا مولوی صاحب نے کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہونے دی چپکے چپکے آپریشن کروا کر واپس جا چکے ہیں۔

خاکسار جب ۱۹۸۶ء میں انگلستان گیا تو ان سے سوئٹزر لینڈ میں ملاقات کے لئے ویزا بھی حاصل کیا۔ لیکن میری صحت کے پیش نظر میرے داماد اور بھتیجے نے بذریعہ سڑک جانے نہ دیا۔

جب پچھلے دنوں حضور ان سے ناراض ہوئے تو مجھے بھی بہت تکلیف تھی۔ میں نے ان کو استقامت۔ رجوع الی اللہ اور آقا سے مسلسل معافی مانگنے کے لئے لکھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے لکھا۔ میں بہت شرمندہ تھا۔ میں آپ کو کیا لکھتا آپ دعا کریں اللہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور حضور کی ویسی شفقت، محبت کا مورد بن جاؤں۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ میرے آقا نے ان کی وفات پر "وفا" کی جو سند عطا فرمائی اسے پڑھ کر مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے۔ ایک کارکن سے حضرت پیارے آقا ناراض ہوئے اس کی معذرت اور ندامت پر حضور نے جو پیار کا خط اسے لکھا اسے پڑھ کر ایک کارکن صدر انجمن نے کہا مولوی صاحب! خدا کرے مجھ پر بھی حضور ناراض ہوں اور ایسا پیارا خط مجھے بھی لکھیں۔ میں نے کہا یہ نہ کہو حضور مجھ پر ناراض ہوں تا کہ ایسا پیارا خط مجھے بھی مل جائے۔ دوسری بات ٹھیک ہے۔ پیارے آقا کی شفقتوں نے دلوں کو موہ لیا ہے ان پر جان بھی قربان ہو جائے تو سچ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ مسعود جہلمی پر آقا نے شفقت فرمائی۔ جس دن بیگم صاحبہ کے جنازہ میں ان کو حضور سے ملتے دیکھا میرا یقین اور بھی پختہ ہوا کہ یہ باوفا ضرور وفاؤں کا صلہ پائے گا۔ خدا کرے آسمانی آقا بھی مسعود صاحب سے یہی سلوک فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

کچھ عرصہ سے سن رہا تھا کہ ان کو پھر تکلیف شروع ہے۔ پہلے خیال تھا کہ آپریشن کروائیں پھر ڈاکٹروں نے کہا دوائی سے افاقہ ہو جائے گا۔ میرا ارادہ تھا کہ ان سے لکھ کر پوچھوں کیا دوائی آپ استعمال کر رہے ہیں کہ میری بھی ایک ورید بند ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے۔ لیکن یہ نوبت ہی نہ آئی۔ ان کے آپریشن کے وقت کے دل کا فوٹو میرے عزیز بیٹے ڈاکٹر عبدالخالق کے پاس ہے۔ اور وہ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ سب نے وہیں جانا ہے۔ موت برحق ہے۔ خدا انجام بخیر فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

غیر ان میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پس.... وحدت کی قدر کریں۔ ہر وہ بات کریں جس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہر اس بات سے نفرت کریں جس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۳ء)

اعلان داخلہ

گورنمنٹ ایف سی کالج لاہور میں مندرجہ ذیل مضامین میں ایم اے، ایم ایس سی پارٹ ون (ONE) میں داخلہ کی ۲۴، ستمبر ۱۹۹۲ء تک توسیع کر دی گئی ہے۔ اب ۲۴، ستمبر ۹۲ء تک داخلہ فارم جمع کروائے جا سکتے ہیں۔

مضامین:۔ ۱۔ باٹنی ۲۔ معاشیات ۳۔ انگریزی ۴۔ ریاضی ۵۔ پولیٹیکل سائنس ۶۔ اردو

(مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ ۱۹ ستمبر ۹۲ء ملاحظہ فرماویں)

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۲۳ ستمبر۔ گرمی کی شدت بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ رات کو ہلکی ٹھنڈ ہو جاتی ہے۔

○ سیلاب کا ریلا دادو میں داخل ہو گیا لاڑکانہ بند پر پانی کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ گدو، سکھر بیراجوں میں پانی کی سطح کم اور کوٹری پر بلند ہونا شروع ہو گئی۔

○ ضلع ملتان اور خانیوال میں دریائے چناب نے اپنا رخ تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ دریا کے کٹاؤ سے سیلاب سے بچ جانے والی آبادیاں اور ہزاروں ایکڑ زرعی رقبہ دریا برد ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کٹاؤ سے حفاظتی بندوں کو بھی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ گذشتہ ہفتے پنجاب کے سیلابی پانی نے دریا کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ بستیوں میں زبردست تباہی مچائی تھی۔ اور ہزاروں ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ کر دی تھیں۔

○ مظفر گڑھ شہر کے نواحی مشرقی حصہ میں ہزاروں جوان مرد بوڑھے اور بچے کھلے آسمان تلے بے یار و مددگار پڑے ہیں۔ ہزاروں سیلاب زدگان نے رو رو کر مصائب بیان کئے

○ حکومت نے پنجاب کے تمام مالی وسائل سیلاب کی تباہ کاریوں کا ازالہ کرنے پر صرف کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ متاثرین کی امداد اور بحالی کے مسائل پر وزیراعظم سے وزیراعلیٰ پنجاب کی بات چیت کے بعد لاہور میں "منی کابینہ" کا اجلاس منعقد ہوا۔ جنگی بنیادوں پر تعمیر و مرمت شروع کرنے کے لئے فوری سروے کیا جائے گا۔

○ دریائے چناب کی قیامت خیز طغیانی نے جھنگ کی اٹھارہ ہزاری بستی سمیت متعدد بستیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اب یہ ریلا سندھ کے علاقہ میں داخل ہو چکا ہے۔ مگر ۲۰ ستمبر تک مذکورہ بستیوں میں تین تین فٹ پانی کھڑا تھا۔ یہاں کے مکینوں نے بتایا کہ پانی کا ریلا مکانوں پر بیٹھے چیختے چلاتے بچوں کو اس طرح بہا کر لے گیا جیسے چیل چوزے کو لے کر جاتی ہے۔

احمد ڈینٹل کلینک
دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
رانا مدثر احمد
½۱۰ بجے تا ½۸ بجے شام

○ آزاد جموں و کشمیر میں قیامت خیز بارش اور طوفان نے ہر گھر کو متاثر کیا۔ لیکن اس ابتلاء کے باوجود بعض ایسے افراد ہیں جنہیں ہوس زر نے اندھا کر دیا ہے۔ یہ افراد دریا میں بہہ کر آنے والا قیمتی سامان ہتھیا رہے ہیں نعشوں کو باہر نکالنے کی بجائے ایک طرف کر دیتے ہیں اور خود سامان لوٹنے میں مصروف ہیں۔ دریائے جہلم میں عورتوں کی بعض ایسی نعشیں بھی دیکھی گئی ہیں۔ جن کا زیور لوٹنے کے لئے ان کے ہاتھ اور کان کاٹ دیئے گئے

○ بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت پر نکتہ چینی نہ کرتے تو متاثرہ لوگوں کو کچھ نہ ملتا۔

○ فرانس سے خصوصی طیارے خیمے کمبل ادویات اور ویکسین کی بھاری مقدار لے کر پاکستان پہنچ رہے ہیں

○ بی بی سی نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان میں سیلاب سے زبردست تباہی ہوئی ہے مگر اس کے باوجود حکومت پاکستان بین الاقوامی امداد کی رسمی اپیل کرنے سے گریز کر رہی ہے بعض حکومتیں اس وقت تک کوئی خطیر رقم امداد کے طور پر نہیں دے سکتیں جب تک پاکستان اس کے لئے رسمی طور پر درخواست نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر امریکہ نے اب تک ۵۰ ہزار ڈالر کی امداد دی ہے۔ جبکہ اتنی رقم تو پاکستان کے بعض امیر لوگوں نے اپنی طرف سے دی ہے

پتہ

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.